ڈاکٹر زاہد منیر عامر
صدر نشین 'مسند ظفر علی خان' ادارہ علوم ابلاغیات، جامعہ پنجاب، لاہور

کشمیر: ضیغم لولابی کشمیری کی بیاض میں

Dr. Zahid Munir Amir
Chairman, Zafar Ali Khan Chair, Mass Communication, Department Punjab University, Lahore

Kashmir : In the Poetry of Zaigham Loalabi Kashmiri

Kashmir always remained an important subject in Urdu poetry. Allama Muhammed Iqbal wrote many poems about freedom of Kashmir. In his book Armghan-e-Hijaz he created a fictitious poet Mullahzada Zaigham Lolabi , who speaks for Kashmiris. In this article the thoughts of Lolabi , which replicates Iqbal's thought are presented.

خطۂ کشمیر سے اقبال کے تعلق کی ایک سے زیادہ جہات ہیں ایک تو یہ کہ ان کے بزرگوں کا تعلق کشمیر سے تھا اور اس اعتبار سے کشمیر ان کا آبائی وطن ہے اور وہ خود کو جنتِ کشمیر کا ایک پھول قرار دیتے ہیں[۱] دوسرے انسانیت کا ایک دردمند شاعر ہونے کے ناطے دنیا کے مظلوم و مقہور خطوں اور ان کے ستم رسیدہ لوگوں سے اقبال کو جو ہمدردی اور تعلق ہے اس حوالے سے کشمیر ان کا موضوع ہے۔ تعلق کی ایک اور جہت زمانہ اقبال میں ہندوستان کی غلامی کی طرح اہلِ کشمیر کی غلامی بھی ہے۔ جس نے اقبال کو بھی دکھی کیا اور انھوں نے کشمیریوں کو غلامی سے نجات کی راہ دکھائی......وہ کشمیر کو جنتِ ارضی کہتے ہیں جس کے چشموں کا تڑپتا ہوا پانی سیماب کی طرح روشن ہے اور جس کی فضائیں مرغانِ سحر کے نغموں سے مسحور ہیں جو اپنے حسن و جمال میں ایرانِ صغیر کہلاتا ہے۔ یہاں کے باسی نجیب الفطرت، ہنرمند اور تازہ دماغ ہیں لیکن ان کے ہنرمندوں کی محنت سے دوسروں کے کاشانے آباد ہیں جبکہ غریب کشمیری کا بدن خود تار تار ہے[۲] اقبال کہتے ہیں کہ کشمیر کی صورت حال دنیا پر روشن ہے جس کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے:

حاجت نہیں اے خطہ گل شرح و بیاں کی
تصویر ہمارے دل پرخوں کی ہے لالہ[۳]

یعنی غلامی نے کشمیریوں کا دل خون کر دیا ہے ان کے خون کی یہی رنگت کشمیر میں کھلنے والے سرخ گلابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ غلامی جب آتی ہے تو صرف سیاسی اقتدار سے محرومی کا سامنا ہی نہیں ہوتا بلکہ غلامی، قوم کے اخلاق کردار پر اثر انداز ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں روحیں مضمحل ہو جاتی ہیں، طبائع، زندگی کی جدوجہد میں شریک ہونے کی بجائے رہبانیت کی راہ کو اختیار کرنے لگتی ہیں زندگی میں تحرک کی جگہ ٹھہراؤ آ جاتا ہے

اور لوگ ارضی حقائق سے نظریں چراتے ہیں اور موت کو زندگی کا خاتمہ سمجھنے لگتے ہیں۔شیاطین ملوکیت اتنے چالاک ہوتے ہیں کہ وہ غلامی کی سیاہ رات کو سحر بنا کر پیش کرتے ہیں۔ایسے میں حق کی راہ بھی دھندلا جاتی ہے اور عام نگاہیں باطل کو حق سمجھ لیتی ہیں۔محکوم اگر ذہنی محکومی کی حالت میں طلبِ حق کے سفر پر بھی نکلتا ہے تو گمراہ ہو جاتا ہے اس کی حیثیت خود مردہ و خود مرقد و خود مرگ مفاجات کی ہو جاتی ہے۔

اقبال کا کہنا ہے کہ دنیا تبدیل ہو رہی ہے ہر قوم کے افکار میں تلاطم برپا ہے مشرق میں خاص طور پر اتنی تبدیلیاں آ رہی ہیں کہ صور سرافیل کے انتظار میں قبروں میں پڑے مردے بھی حشر اٹھانے پر آمادہ ہیں۔تیتر جیسے کمزور پرندوں میں بھی شاہین جیسی جرات پیدا ہو رہی ہے یعنی کمزور قومیں بھی اپنا حق طلب کر رہی ہیں،جس سے ظلم و ستم پر آمادہ شکاری حیران ہیں......اور کشمیریوں کے لہو میں تو آتش چنار روشن ہے اور جس خاک کے ضمیر میں آتش چنار ہو اسے سرد کرنا ممکن نہیں ہوتا...... قوم میں پائی جانے والی جرات و جسارت کو پروان چڑھانا اور آزادی کی راہ روشن کرنا لیڈر شپ کا کام ہوتا ہے۔اقبال کے خیال میں کشمیری سچی لیڈر شپ سے محروم ہیں ایسی لیڈر شپ جو ضرب کلیمی رکھتی ہو اور جس کے پا س پرسوز دل ہو،نورِ فراست ہو، جو فغان سحر سے آشنا ہو اور جس کی فغانِ سحر مردہ دلوں کو بیدار کر دے۔

نصیب خطہ ہو یارب وہ بندہ درویش
کہ جس کے فقر میں انداز ہوں کلیمانہ[۴]

کشمیریوں کی لیڈر شپ سے محرومی کا بیان کرتے ہوئے دیکھیے اقبال کے دل پر درد کی آواز نے کیسا جادو جگایا ہے:

ملا کی نظر نور فراست سے ہے خالی
بے سوز ہے میخانہ ءصوفی کی مے ناب
اے وادیِ لولاب
بیدار ہوں دل جس کی فغانِ سحری سے
اس قوم میں مدت سے وہ درویش ہے نایاب
اے وادیِ لولاب[۵]

اقبال نے اپنی شعری تصنیف ارمغان حجاز کے آخر میں ملا زادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض کے عنوان سے ایک تصوراتی شخصیت کے افکار پیش کیے ہیں جو دراصل اقبال ہی کے خیالات ہیں، یہ مطالعہ انھی اشعار کے حوالے سے پیش کیا جا رہا ہے،ان میں ایک مقام پر آزاد اور غلام کی سوچ کا تقابل بھی پیش کیا ہے ان کے مطابق غلام دل مردہ و افسردہ ہوتا ہے وہ اچھے دنوں کی آمد سے ناامید ہوتا ہے،اس کی طبیعت میں صلابت اور پختگی نہیں ہوتی،اس کے پاس دیدہ نمناک تو ہوتا ہے لیکن فلک شگاف آہ سحر گاہی نہیں ہوتی، وہ اخلاص و مروت سے محروم ہوتا ہے،اس کا مزاج قانونی ہوتا ہے، وہ انسانیت پر بے جان قوانین کو ترجیح دیتا ہے اس کا ذہن اپنے تئیں بڑا منطقی ہوتا ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ قانون انسانوں کے لیے بنائے جاتے ہیں انسان قوانین کے لیے نہیں......اس کے برعکس آزاد اور اس کی سوچ کیا ہوتی ہے؟ آزاد کے ارادوں اور عزائم میں پختگی ہوتی ہے وہ ایک مضبوط کردار کا مالک ہوتا ہے اس کا دل روشن اور اس کی سانسیں زندگی کی حرارت سے بھرپور ہوتی ہیں وہ زندگی کے نئے روپ کو آشکار کرنا چاہتا ہے، وہ انسانیت اور اس کی اقدار سے آگاہ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں اسے وہ مقام حاصل ہوتا ہے کہ آسمانوں کی رفتار بھی اس کی مرضی کے تابع ہو جاتی ہے۔

غلام افراد اور قوموں کا ایک المیہ یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنی کوتاہی عمل کا الزام تقدیر کے سر تھوپ کر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اقبال ''نفسیات غلامی'' کا تجزیہ کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ دور غلامی میں پیدا ہونے والے دانشور، علما، حکما، شاعر عام طور سے افراد کی باغیانہ صلاحیتوں کو کچلنے کا فریضہ انجام دیتے ہیں اور انھیں ذوقِ عمل سے محرومی کا سبق پڑھاتے ہیں تا کہ شیروں کی بہادری قصہ ماضی بن جائے:

بہتر ہے کہ شیروں کو سکھا دیں رم آہو
باقی نہ رہے شیر کی شیری کا فسانہ ۶

اسی عنوان سے ایک اور نظم میں ان کا لہجہ زیادہ شدید ہے جہاں انھوں نے استبدادی قوتوں کا شریک بننے والوں کی لیڈری کو ''قوم کے حق میں لعنت'' قرار دیا ہے ۷ اس لیے ان کے خیال میں افرادِ قوم کو لیڈر شپ کی جانب دیکھنے کی بجائے اپنے باطن کی جانب نگاہ کرنا ہوگی اور اپنے اندر وہ صفات پیدا کرنا ہوں گی جو انھیں مضبوط اور مستحکم کردار بنا دیں، اس مختصر حصہ نظم میں اہل کشمیر کے نام اقبال کا یہ پیغام بھی بڑا واضح ہے ان کے خیال میں کشمیر کی شب تار غلامی کو سحر آشنا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ:

۱۔ تصور تقدیر کو بدلا جائے۔ تقدیر پر تکیہ کر کے بیٹھ رہنا اقبال کے خیال میں ایسا گناہ ہے جسے فطرت کبھی معاف نہیں کرتی

خبر نہیں کیا ہے نام اس کا خدا فریبی کہ خود فریبی
عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ ۸

زندہ قوموں کی نشانی یہی ہے کہ وہ اپنی تقدیر کو خود پیدا کرتی ہیں اور ان کے عمل میں اخلاص اور مروت دکھائی دیتے ہیں اپنی تقدیر خود بنانے والوں سے اگر قومی سفر میں کچھ غلطیاں بھی سرزد ہو جائیں تو فطرت انھیں بھی معاف کر دیتی ہے وہ زمانے میں شمشیر برہنہ کی طرح ہوتے ہیں جن کے سامنے آنکھ اٹھانا ممکن نہیں رہتا

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا — کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں
کمال صدق و مروت ہے زندگی ان کی — معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں
قلندرانہ ادائیں سکندرانہ جلال — یہ امتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں ۹

۲۔ دوسری اہم شے جس کی طرف اقبال نے توجہ دلائی ہے وہ تعلیم ہے اقبال کہتے ہیں کہ مشرق کی زندگی میں بالعموم ایک جمود طاری ہے جب کہ مغرب میں زندگی کی رفتار تیز تر ہے یہاں زندگی زمانوں آگے نہیں بڑھتی وہاں لحہ لحہ زندگی تغیر پذیر ہے یہاں کے تصورات حیات میں ساحرانہ فریب کاری آ چکی ہے۔ یہاں کی تعلیم مولے تو پیدا کر سکتی ہے اس سے شاہباز جنم نہیں لے سکتے۔ یہاں وہ مدرسے نہیں ہیں جن میں جنید جیسے دل اور غزالی و رازی جیسی نگاہیں دکھائی دیتی ہوں اس لیے اس تعلیم کو بدلنا ہوگا ایسی تعلیم کی بنا ڈالنا ہوگی جو زمانے کے ساتھ سمجھوتے کی بجائے خودی کو منکشف کرنے والی ہو

چہ کافرانہ قمارِ حیات می بازی
کہ با زمانہ بسازی و بخودنمی سازی ۱۰

۳۔ تصور تقدیر اور تعلیم کی تصحیح کے ساتھ زندگی میں ساحل کی تمنا کو کشمکش پر قربان کرنا ہوگا جس پر آج کشمیری عمل پیرا ہیں۔ زندگی

راحتِ ساحل کا نہیں بلکہ کشاکش بحر اور کوہ و دشت میں جولانی کا نام ہے۔ اقبال نے جاوید نامہ میں کشمیر ہی کے پس منظر میں بات کرتے ہوئے زیارت امیر کبیر سید علی ہمدانی و ملا طاہر غنی کشمیری کے زیرعنوان جو دل گداز مکالمہ تحریر کیا ہے اس میں کہتے ہیں کہ کشمیر کے حالات پر میرا دل سپند کی طرح تڑپتا ہے اور میری روح پکار اٹھتی ہے کہ یہ خوب صورت قوم جو زیرک بھی ہے، درّاک بھی اور ہنرمند بھی ہے آج اپنے ہی خون میں ڈوبی ہوئی ہے اس کے محنت کش کا ہاتھ دوسروں کے ہاتھ مضبوط کر رہا ہے اس کی ندی کی مچھلی دوسروں کے کانٹے میں گرفتار ہے۔ دنیا آگے کی سمت بڑھ رہی ہے لیکن کشمیریوں کا کاروان حیات خام اور غیر ترقی یافتہ ہے۔ جب کہ کشمیر وہ خطہ ہے کہ جہاں بہاروں میں پتھر بھی موتی اگلتے ہیں جہاں کی خاک طوفان رنگ اٹھاتی ہے جس کی وادیوں میں بادلوں کے غول دھنکی ہوئی روئی کی طرح اڑتے پھرتے ہیں یہاں کے پہاڑوں، دریاؤں اور غروب ہوتے سورج میں جمال خدا بے نقاب دکھائی دیتا ہے...... یہ حسین مناظر دکھاتے دکھاتے شاعر غمگین ہو جاتا ہے اور اس کا دل پکار اٹھتا ہے کہ یہ مناظر تو صدیوں سے اپنا حسن بکھیر رہے ہیں لیکن اہل کشمیر کی زندگی میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہو رہی پھولوں کو کھلتے اور مرجھاتے عمریں گزر گئیں لیکن یہاں کوئی دوسرا شہاب الدین پیدا نہیں ہوا[۱۱]...... اس کے ساتھ ہی ان کا دکھا ہوا دل بادصبا سے کہتا ہے:

بادصبا اگر بہ جنیوا گزر کنی حرفی زما بہ مجلس اقوام باز گوی

دہقان و کشت و جوی و خیابان فروختند قومی فروختند و چہ ارزان فروختند[۱۲]

یہ اشارہ ہے ۱۶/ مارچ ۱۸۴۶ء کو طے پانے والے غیر انسانی بیع نامہ امرتسر کی طرف جس کی رو سے انگریزوں نے دریائے سندھ کے مشرق اور دریائے راوی کے مغرب کے تمام علاقے، ریاست جموں و کشمیر، یہاں بسنے والے انسان، حیوان چرند پرند سب کو پچھتر لاکھ روپے کے عوض گلاب سنگھ کے ہاتھ بیچ دیا۔ (ایک کشمیری کی قیمت دس روپے بھی نہیں لگائی گئی) اس معاہدے کو بجا طور پر دو ڈاکوؤں کے درمیان خرید و فروخت کہا گیا ہے[۱۳] اپنی اس خوب صورت نظم میں اقبال نے کشمیر کی جھیل وُلر کی دو موجوں کی تخیلاتی گفتگو کو بڑے شاعرانہ حسن کے ساتھ پیش کیا ہے ایک موج دوسری سے کہتی ہے، ہم میں سے جنم لینے والی پرانی ندی تو ہر لحہ پتھروں اور پہاڑوں سے ٹکراتی ہے یہاں تک کہ پہاڑوں میں بھی راستہ تلاش کر لیتی ہے اور دریاؤں کو جنم دیتی ہے جو انسانوں کے لیے محشر برپا کر دیتے ہیں پھر ہم کیوں جھیل کے اندر آپس ہی میں متلاطم رہیں...... آ کہ ہم ساحل سے ٹکرا جائیں ساحل کے اندر محدود رہنا غلطی ہے زندگی کوہ و دشت میں جولانیاں دکھانے کا نام ہے مبارک ہے وہ موج جو ساحل سے آگے گزر گئی

زندگی جولان میانِ کوہ و دشت

اے خنک موجی کہ از ساحل گزشت[۱۴]

گویا اقبال اہل کشمیر کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ زندگی محض روز و شب کا سلسلہ نہیں بلکہ دل کی حرارت کو شراروں میں بدل دینے کا نام ہے مبارک ہے وہ جو اس نکتے کو پالے جو اس نکتے کو پالیتا ہے آسمان پہ ابھرتا سورج بھی اس کے تابع ہو جاتا ہے۔

اگر ز آتش دل شراری بگیری

توان کرد زیر فلک آفتابی[۱۵]

اس کے ساتھ ہی قوم میں وہ قوت عمل پیدا ہوتی ہے جو اسے خانقاہوں سے نکل کر رسم شبیری ادا کرنے پر آمادہ کرتی ہے اور قوم رہبانیت یا ترک دنیا کے موت آفرین نظریے سے نکل کر شیاطین ملوکیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کے قابل ہو جاتی ہے۔

یہ تینوں خصوصیات خودی کی تعمیر سے وابستہ ہیں۔خودی خودآ گاہی کا دوسرا نام ہے اور بہ قول اقبال عارف و عامی خودی سے بیگانہ ہیں اس لیے اقبال ان روحوں کو جنھیں غلامی نے مضمحل کر دیا ہے سینہء بے سوز میں خودی کا مقام ڈھونڈنے کی دعوت دیتے ہیں۔

اقبال کہتے ہیں کہ میں تجھے خودی کا پیغام دے کر تیرے سینے میں قیامتیں آباد کرنا چاہتا ہوں۔یہی قیامتیں تجھے نئی صبح کا پیغام دینے والی ہیں............

اقبال کا یہ تجزیہ بیسویں صدی کی چوتھی دہائی میں پیش کیا گیا لیکن اقبال نے غلامی سے نجات کے لیے جس راہ عمل کی نشان دہی کی ہے وہ صرف کشمیریوں ہی کے لیے نہیں بلکہ دنیا کی کسی بھی مظلوم قوم کے لیے چراغ راہ کا کام دینے والی ہے۔خاص طور سے کشمیر کے لیے اقبال اس جانب بھی اشارہ کر چکے ہیں کہ کشمیر سدا غلام نہیں رہ سکتا اسے اک دن آزاد ہونا ہے اور اب وہ دن زیادہ دور نہیں ہے......

آج صورت حال بہت کچھ تبدیل ہو چکی ہے کشمیری اپنی تقدیر بدلنے کے لیے بیدار ہو چکے ہیں ۱۹۹۰ سے کشمیر میں جو چراغ حریت روشن ہوا ہے اس پر اب تک ان گنت پروانے نثار ہو چکے ہیں۔وہاں دخیل افواج کے ظلم وستم کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ برائے انسانی حقوق کے مطابق وہاں دخیل افواج ہی نہیں بلکہ ان کے اشاروں پر جرات پانے والوں نے بھی نہتے کشمیریوں کے ساتھ قتل و غارت گری، آتش زنی اور آبروریزی ایسے جرائم کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے ۱۶۔ کشمیری بڑے حوصلے کے ساتھ اپنی بقا اور آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔کشمیر کی آتش چنار لہو رنگ ہے، کشمیر سے متعلق اقوام متحدہ کی قرار دادیں ہنوز کسی عملی نتیجے سے ہم کنار نہیں ہو سکی ہیں۔مہذب دنیا اور عالمی ضمیر کو اقبال پکار پکار کر: ''چشم بروی او گشا باز بخویشتن نگر'' ۱۷ کا پیغام دے رہے ہیں......

آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و فقیر
کل جسے اہل نظر کہتے تھے ایرانِ صغیر
کہہ رہا ہے داستاں بے دردی ایام کی
کوہ کے دامن میں وہ غم خانہ دہقان پیر
آہ یہ قوم نجیب و چرب دست و تر دماغ
ہے کہاں روزِ مکافات اے خدائے دیر گیر ۱۸

حواشی وحوالہ جات

۱۔ تنم گلی ز خیابان جنت کشمیر
دل از حریم حجاز و نوا ز شیراز است
اقبال پیام مشرق لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز س۔ن، مشمولہ کلیات اقبال فارسی ص ۱۷۸/ ۳۴۸

۲۔ بریشم قبا خواجہ از محنت او
نصیب تنش جامہء تار تاری
اقبال پیام مشرق محولہ بالا ص ۱۱۶/ ۲۸۶

سرما کی ہواؤں میں ہے عریاں بدن اس کا

دیتا ہے ہنر جس کا امیروں کو دوشالہ

اقبال ارمغان حجاز لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز س۔ن، مشمولہ کلیات اقبال اردو ص ۴۵/ ۶۸۷

۳ اقبال ارمغان حجاز محولہ بالا، جاے مذکور

۴ ایضاً ص ۶۸۳

۵ ایضاً ص ۶۷۲

۶ ایضاً ص ۶۰۲

۷ ہو اگر قوت فرعون کی در پردہ مرید

قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم اللہی

اقبال ضرب کلیم مشمولہ کلیات اقبال اردو محولہ بالا ص ۱۵۸/ ۶۲۰

۸ اقبال ارمغان حجاز مشمولہ کلیات اقبال اردو محولہ بالا ص ۴۵/ ۶۸۷

۹ ایضاً ص ۴۳/ ۶۸۵

۱۰ ایضاً ص ۴۳/ ۶۸۵

۱۱ عمرہا گل رخت بر بست و کشاد

خاکِ ما دیگر شہاب الدین نزاد

اقبال جاوید نامہ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز س۔ن، مشمولہ کلیات اقبال فارسی ص ۱۶۲/ ۷۵۰

۱۲ ایضاً ص ۱۶۲/ ۷۵۰

۱۳ غلام نبی خیال اقبال اور تحریک آزادیِ کشمیر لاہور: اقبال اکادمی پاکستان ۱۹۹۹ء ص ۲۱

۱۴ اقبال جاوید نامہ محولہ بالا ص ۱۶۶/ ۷۵۴

۱۵ اقبال ارمغان حجاز محولہ بالا ص ۴۰/ ۶۸۲

۱۶ امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ برائے انسانی حقوق ۱۹۹۸ء مشمولہ، خواجہ شکیل احمد مسئلہ کشمیر ایک تاریخی جائزہ لاہور: کلیہ علوم اسلامیہ و شرقیہ پنجاب یونی ورسٹی ۱۹۹۹ء ص ۴۹

۱۷ اقبال نظم ''کشمیر'' مشمولہ پیام مشرق محولہ بالا ص ۱۳۲/ ۳۰۳

۱۸ اقبال ارمغان حجاز محولہ بالا ۳۶/ ۶۷۸